ثاقب چوہان - بستی مولویان

غزل

جنہیں ہم با وفا سمجھے وہ ہم کو بے وفا سمجھے
وہ نکلے اجنبی سارے جنہیں ہم آشنا سمجھے

ارے لوگو ہماری سادگی کی انتہا یہ ہے
کہ ہم تو دشمنِ جاں کو بھی اپنا ہمنوا سمجھے

بھنور میں لے گیا خود ہی وہ کشتی کو کناروں سے
ڈبویا اس نے ہی یارو جسے ہم ناخدا سمجھے

ہمیں گمراہ کرنے کے ہیں درپے دشمنِ دیں سب
متاعِ دیں لٹا کر یہ جو ہم سمجھے تو کیا سمجھے

سجا کر طاق میں قرآن رکھتے تھے گھروں میں جو
انہیں حم متقی سمجھے، انہیں ہم پارسا سمجھے

حقیقت میں تو ہم کچھ بھی نہیں تھے دوستو سن لو
یہ خوش فہمی ہماری تھی کہ خود کو کیا سے کیا سمجھے

ہماری عقل پر پردہ تھا ایسا پڑ گیا ثاقب
کہ ہم راہزن لٹیروں کو بھی اپنے راہنما سمجھے

لڑانے والوں کا خاتمہ ہو......!

"لڑانے والوں" کا خاتمہ ہو تو پھر یہ "آپس کی پھوٹ" جائے
جو "آستیں" "سے" یہ سانپ" نکلیں تو جان خطرہ سے چھوٹ جائے
"ستم بھی ہو گا تو دیکھ لیں گے "کرم" کا بھانڈا تو پھوٹ جائے
بلا سے "قزاق" آکے لوٹیں یہ پاسبانوں" کی لوٹ جائے
"چمن" کو لوٹا ہے" باغباں نے تو آکے گل چیں" بھی لوٹ جائے
نصیب میں ہے مرے "تباہی" تو آئے جو چاہے لوٹ جائے